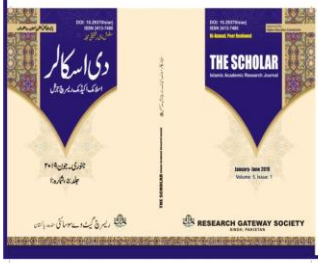

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj

Journal home page: http://siarj.com

اصولِ استحسان: ائمہ اربعہ کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

PRINCIPAL OF ISTIHSAN: ANALYTICAL STUDY OF FOUR AIMMA 'S VIEWS

1. **Arshad Ali**
PhD Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University, Lahore, Pakistan.
Email : arshadali0542@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0003-1524-3243

2. **Muhammad Naeem Anwer**
Associate Professor, Department of Islamic and Arabic studies, GC University, Lahore, Pakistan
Email: dr.noumani@hotmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-7437-2451

To cite this article:
Ali, Arshad, and Muhammad Naeem Anwer. "URDU-PRINCIPAL OF ISTIHSAN: ANALYTICAL STUDY OF FOUR AIMMA' S VIEWS." The Scholar-Islamic Academic Research Journal 5, No. 1 (April 30, 2019): 50–68.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue8ar2
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-04-30

BY NC SA
Open Access

اصولِ استحسان: ائمہ اربعہ کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

PRINCIPAL OF ISTIHSAN: ANALYTICAL STUDY OF FOUR AIMMA'S VIEWS

Arshad Ali, Muhammad Naeem Anwer

ABSTRACT

In case of solving the issues based upon the human necessities and expedients with reference to clear analogy or common rules, when such type of results appear which do not correspond with the universally accepted purposes of Sharia'h due to the variety of occasions, consecutive new necessities and change of language and place so in this condition, leaving the common rules, the way which is adopted in the light of the Sharia'h arguments to act upon these purposes, is called Istiḥsān (juristic preference).That in this way, under the purpose of Sharia'h new order is declared Ḥasan or Mustaḥsan. So that the welfare may increase and Injuriousness may be thrown away. So that this command may become harmonious to divine wisdom. In this way, to search the purposes of Sharia'h on the basis of the Sharia'h arguments (The Holy Qur' ān, Sunnah, Ijmā', Qiyās, Necessity, Expedient and Ūrf) is called Istiḥsān instead of following apparent words and shapes of the sources of Sharia'h(The Holy Qur'ān, Sunnah, Ijmā', Qiyās). Istiḥsān searches the way to stabilize the justice in news circumstances and it encourages the flexibility and justice in law and judicial process. It finishes the gap between the law and social realities. Moreover it carries the mention worthy capability regarding the reformation and renewal of the law. There are seven types and some principles of Istiḥsān, which guide us

towards the extraction of commands through Istiḥsān. Istiḥsān can only work when it is according to the principles stated by the scholars. The study is an effort to throw light on Istiḥsān, and its usage in different schools of Islamic Jurisprudence.

KEYWORDS: Istiḥsān, Islamic Jurisprudence, Basic and Secondary Sources of Shari'ah.

کلیدی الفاظ: استحسان، فقہ، شریعت کے بنیادی اور ثانوی مآخذ

تعارف:

شریعت اسلامی کے بنیادی دو مآخذ ہیں قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول ﷺ, جبکہ اجماع، قیاس، استحسان، اجتہاد، استصلاح، استصحاب، عُرف اور سدُّالذرائع وغیرہ ثانوی مآخذ ہیں، فقہ اسلامی جامد اصول و قوانین کا مجموعہ نہیں کہ وہ بدلتے ہوئے حالات میں نئے مسائل کا حل پیش نہ کرسکے۔ بلکہ مصادرِ فقہِ اسلامی میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ زمان ومکان کے تغیر سے پیدا ہونے والے متنوع انسانی مسائل کا حل پیش کر سکتے ہیں اور لوگوں کی تمام جائز دینی و عمرانی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مصلحتوں کی حفاظت کرنے کی مکمل استعداد رکھتے ہیں۔ اُنہی مصادر میں سے ایک مصدر "استحسان" **(Juristic Preference)**(فقیہانہ ترجیح) ہے ۔

زیر تحقیق موضوع پر کیا جانے والا کام اور ضرورت واہمیت:

اسلامیات سے متعلق پاکستان سے شائع ہونے والے مختلف مجلات([1]) میں استحسان کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا

---

[1] Foot note. See these articles for detail : (i) Mudanai ‹Abd ul Hayyi, Dr. , Al-Istiḥsān wa Hujjiyyatuho fi Al- tashree il-Islami, Al-Idhah, University of Peshawar, Peshawar, Sheikh Zahid Markaz Islami, Shumara 7,2010 AD, vol.21,P.128 to 146, (ii)Dr.Ata ul Rahman,AL- Istiḥsān Al-Usoliyyi Haqiqatoho wa Namazij min Tatbiqaatuho Al-Ma'asir ,Al-Idhaah, University of Peshawar,Peshawar, Sheikh Zahid Markaz Islami, Shumara.13,July to December 2011, vol -23,P.139 to 160. (iii)Tahir Mahmood, Al-Istiḥsān: Anwa'o ho wa Hukmoho, Multan,Pakistan journal

ہے وہ زیادہ تر ائمہ کرام کی بیان کردہ استحسان کی مختلف تعریفات،اقسام، حکم اور حجیت پر مشتمل ہے اور اسکے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ استحسان کو کتاب، سنت،اجماع اور قیاس کی طرح حجت تسلیم نہیں کرتے تھے اور اپنی کتاب ''الام'' میں ابطال الاستحسان کے نام سے الگ ایک فصل بھی قائم کی ہے جس میں اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ استحسان کو بطورِ دلیل تسلیم کرتے ہوئے فتویٰ نہ دے۔جب کہ زیر نظر مقالہ میں احناف اور شوافع کے درمیان اصول استحسان کے مسئلہ میں تطبیق دیتے ہوئے اِسی نزاع کو دلائل کی روشنی میں حتی الامکان ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور واضح کیا ہے کہ استحسان سے تمام ائمہ نے استفادہ کیا ہے اور اور اس امر کی توضیح کی گئی ہے کہ جس استحسان کو احناف بطورِ حجت تسلیم کرتے ہیں اُس پر کسی کا اعتراض نہیں اور جس استحسان پر اعتراض ہے وہ احناف کے ہاں مراد ہی نہیں ہے۔اس کے ساتھ ساتھ امثلہ کے ذریعے یہ توضیح کی گئی ہے کہ استحسان کو ائمۂِ شوافع نے بھی استنباطِ احکام میں تسلیم کیا ہے تاکہ اس غلط فہمی کا ازالہ کیا جاسکے کہ استحسان فقہ شافعی میں معتبر نہیں ہے۔

استحسان کا مفہوم:

اِستِحسان حُسن سے مشتق ہے جس کا لغوی معنٰی ہے:''اچھا،اچھی،خوبصورت،پیارا،پیاری'' قرآن مجید میں ''حسن''اِسی معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے : فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنۡبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا [2]'' تواُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیااور اُسے اچھا پروان چڑھایا الُحسن ضد الُقبُح [3]''حسن'' کی ضد ''القُبح'' آتی ہے (بدصورت ہونا،بدنما ہونا)

مختلف ائمۂِ لغت نے استحسان کے درج ذیل لغوی معانی بیان کئے ہیں :

الاستحسان: فی اللغة: هوعد الشیء واعتقاده حسنا[4] "استحسان لغت میں شیء کو اچھا شمار کرنا اور اُس کے

of Islamic Research, BZ University, Shumara No.10,2012 AD,Vol.10 , P.173 To 184

[2] Al-Quran 3:373

[3] Al-Azdi، Mohammad bin Hassan, Abu Baqr, Jumharatul Lughah, Beirut, DarulIlm, Lilmalayeen, 1987,vol.1,P.535

[4] Al-jurjani ,Ali bin Mohammad,Al -Shareef , Kitab ul Taarifat, Beirut, Lebanon, Dar ul Kutub Al-Ilmiyyah,1983,P.18

بارے میں اچھا اعتقاد رکھنے کو کہتے ہیں"اِلاستِحسَانُ :اِستِخرَاجُ المَسَائِلِ الحِسَانِ[5]"استحسان کا معنٰی خوبصورت مسائل کواخذ کرنا ہے"امام السرخسی(المتوفی: ۴۸۳ ھ) علیہ الرحمۃ نے استحسان کی جامع مانع لغوی تشریح بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں:

اِلاستِحسَان لُغَة وجود الشَّیٔ حسنا یَقُول الرجل استحسنت کَذَا أَی اعتقدته حسنا علی ضد الاستقباح أَو مَعْنَاهُ طلب الأَحْسَن لِلاتِّبَاعِ الَّذِی هُوَ مَأْمُور بِهِ کَمَا قَالَ تَعَالَی ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه[6]﴾ [7]

''لغت میں استحسان ''شیٔ کے خوبصورت وجود''کو کہتے ہیں، جیسے کوئی شخص کہے، میں اِسے خوبصورت سمجھتا ہوں یعنی میں اُس کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھتا ہوں،استحسان کی ضد استقباح ہے، یااِس کا معنٰی یہ ہے کہ سب سے زیادہ خوبصورت شیٔ یا حکم کواِس لئے تلاش کرنا کیونکہ اِس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: '' پس خوشخبری سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں''

المختصر: ایک شخص کا کسی فعل،امر یارائے کو اچھا، خوبصورت، پیارا سمجھنا، یاجاننا استحسان کہلاتا ہے۔یہاں یہ امر قابلِ توجّہ اور ہمیشہ ذہن نشین کرنے کے لائق ہے کہ لفظِ ''استحسان'' کے استعمال کے متعلق کوئی اختلاف اور نزاع نہیں ہے کیونکہ اِس لفظ کا بنیادی مادہ ''ح، س، ن،اور استحسان کا مفہوم رکھنے والے دیگر الفاظ جیسے احسن، حسن، وغیرہ قرآن وحدیث اوراہلِ علم کے ہاں بکثرت مستعمل ہیں ملاحظہ فرمائیں:

[5] Al-Nasafi, Umar bin Mohammad, Abu Hafs ,Najam ul ddin, Talbat ul Talabah, Baghdad, Al-Matbah Al-Aamirah,Maktabah Al-Musanna ,1311AH, P.89

[6] Al-Quran 39:18

[7] Al-Sarakhsi, Mohammad bin Ahmad, Abu Sahl, Usol ul Sarakhsi , Beirut,Darul Marifah,vol.2, P.200

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا[8] "اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی کتاب اتاری"

اسی سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فما رآہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن [9] "جس چیز کو مؤمن اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے"

مشہور شافعی فقیہ ابو اسحاق ابراہیم الشیرازی (المتوفی: ۴۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں:

المُرَاد بِهِ مَا أجمع النَّاس عَلَيْهِ ألا ترى أنه علق ذَلِك على اسْتِحْسَان جَمِيع الْمُسلمين وعندما استحسنه أهل الْإِجْمَاع فَهُوَ حسن عِنْد الله تَعَالَى فَيجب الْمصير إِلَيْهِ وَالْعَمَل بِهِ[10]

"اِس سے مراد یہ ہے جس پر تمام لوگ جمع ہو جائیں، اے مخاطب! کیا تو نہیں دیکھتا کہ جمیع مسلمانوں کے اچھا سمجھنے کے ساتھ معلق کیا گیا ہے، جس وقت اہل الاجماع اُسے مستحسن قرار دے دیں تو پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے، پس اُس کی طرف رجوع کرنا اور اُس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔"

المختصر دلیلِ استحسان کے ذریعے سے اہلِ ایمان کے لئے قیاس یا کلّی حکم کے ضرر رساں پہلو کو ترک کر کے اُس کے مخالف کسی مفید حکم کو اختیار کیا جاتا ہے۔

استحسان کی مشروعیت وحجیت:

وہ نصوص وآثار جو یُسر وسماحت، دفعِ حرج، رفعِ مشقت، تکلیف بقدرِ استطاعت اور اعتبارِ مقاصد الشریعہ وغیرہ جیسے اصولِ شریعت کو اجاگر کرتے ہیں وہی در حقیقت بالواسطہ طور پر استحسان کی مشروعیت وحجیت کو بھی ثابت کرتے ہیں کیونکہ استحسان اُنہی اصول کی تطبیق کا ایک اہم ماخذ ہے، شریعتِ اسلامیہ نے بندوں کی ضرورتوں اور مصلحتوں کی رعایت کرنے اور اُن سے تنگی ونقصان کو دور کرنے کی واضح تعلیم دی ہے، چند متعلقہ دلائل ملاحظہ ہوں۔

---

[8] Al-Quran 39:23

[9] Abu Dawood ,Suleman bin Dawood,Musnad-e-Abi Dawood,Misr,Daro Hijr,1999AD,Babo ma Asnada Abdullah bin Masood Radhiy Allaho anho,vol.1,P.199, Hadith No.243

[10] Al-Sheerazi , Ibraheem bin Ali, Abu Ishaq ,Al-Tabsiratu fi Usulil Fiqh,Dimashq,Darul Fikr,1403AD, P.495

يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [11] "اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا"
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ [12] "اور اس نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی" "لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا [13]"
اللہ تعالیٰ کسی جان پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک بھی اسی عنوان کے تحت درج ذیل ہے:

أن النبیﷺ بعثه ومعاذا إلى اليمن قال: يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا ولا تختلفا [14]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (حضرت ابو موسیٰ اشعری) اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنھما کو یمن کی طرف روانہ کیا تو اُس وقت اُن سے ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی اختیار کرنا اور تنگی نہ کرنا اور خوشخبری سنانا اور نفرت نہ دلانا اور شوق دلانا اور اختلاف نہ کرنا"

استحسان کا اشتقاق اور لغوی معنیٰ جاننے کے بعد استحسان کی اصطلاحی تعریفات کا سمجھنا ضروری ہے، کہ اصولِ فقہ کی اصطلاح میں استحسان کسے کہتے ہیں؟ اِس سوال کا جواب بالتفصیل چاروں ائمہِ فقہ کے نزدیک درج ذیل ہے۔

استحسان: احناف کے نزدیک:

ائمہِ فقہ میں سے سب سے زیادہ استحسان کو مآخذ شریعت بنانے میں احناف نے شہرت حاصل کی ہے، اگرچہ باقی فقہاء کرام بھی اِس معاملے میں پیچھے نہیں، سب نے استنباطِ مسائل میں استحسان سے کام لیا ہے۔ ائمہ احناف نے استحسان کی مختلف تعریفات کی ہیں جن کو اب ذکر کیا جارہا ہے:

علامہ الزرکشی (المتوفی: ۷۹۴ ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

1) إنه العدول في الحكم من دليل إلى دليل هو أقوى منه [15] (

[11] Al-Quran 2:185

[12] Al-Quran 22:78

[13] Al-Quran 2:286

[14] Muslim bin Hajjaj, Al -Nishapuri, Ab ul Hassan, Sahih Muslim, Beirut, Darul- Ihyaa Al- Turas Al-Arabi, Kitabul Jihaad wal Siyer, Babu fil amri bilyaseer wa trkultanfeer, vol.3, P.135, Hadith No.1733

"سب سے زیادہ قوی دلیل کی وجہ سے کسی دوسری دلیل کے حکم کو ترک کر دینے کا نام استحسان ہے"

(2) أبو الحسن رحمه الله وهو قوله الاستحسان هو ان يعدل الإنسان عن أن يحكم في المسألة بمثل ما حكم به في نظائرها إلى خلافه لوجه هو أقوى من الأول يقتضي العدول عن الأول[16]

"استحسان کے بارے میں امام ابو الحسن کرخی (المتوفی: ۳۴۰ ہجری) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: کوئی انسان کسی مسئلہ میں ایسا حکم لگانے سے اعراض کرے کہ اُس کی مثل جو حکم اُس کے نظائر میں لگایا گیا ہو (اور رجوع کرے) اُس کے خلاف حکم کی جانب ایسی دلیل کی وجہ سے جو پہلی سے زیادہ قوی ہو (اور وہ اقوی دلیل) پہلی دلیل کو ترک کرنے کا تقاضا کرے"

(3) والنوع الآخر هو الدليل الذي يكون معارضا للقياس الظاهر الذي تسبق إليه الأوهام قبل إنعام التأمل فيه وبعد إنعام التأمل في حكم الحادثة وأشباهها من الأصول يظهر أن الدليل الذي عارضه فوقه في القوة فإن العمل به هو الواجب فسموا ذلك استحسانا للتمييز بين هذا النوع من الدليل وبين الظاهر الذي تسبق إليه الأوهام قبل التأمل على معنى أنه يمال بالحكم عن ذلك الظاهر لكونه مستحسنا لقوة دليله[17]

"اور دوسری قسم وہ دلیل ہے کہ جو قیاسِ ظاہر کے خلاف ہو جس کی طرف ذہنی خیالات گہرے غور وفکر سے قبل چلے جاتے ہیں اور حالیہ مسئلہ کے حکم اور اُس سے ملتے جلتے اصول میں عمیق سوچ وبچار کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے، بے شک دلیل جو اُس کے مخالف ہے وہ قوّت میں اُس سے بلند ہے اسی لئے اُس (مخالف) دلیل پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے، پس فقہاء نے اُس کا نام **استحسان** رکھا کیونکہ وہ (مخالف دلیل) اِس دلیل اور اُس ظاہر دلیل کے درمیان جس کی طرف غور وفکر سے قبل ذہنی خیالات چلے جاتے ہیں ایسے معنی پر فرق کرنے والی ہے جو ظاہر دلیل سے اعراض کر کے حکم کے ساتھ مائل ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ اپنی دلیل کی قوت کے لئے مستحسن ہوتی ہے"

واعلم أنا إذا ذكرنا القياس نريد به القياس الجلي وإذا ذكرنا الاستحسان نريد به القياس الخفي فلا تنس

[15] Al-Zarkashi, Mohammad bin Abdullah, Abu Abdullah,Al- Bahrulmoheet fi Usolilfiqh, Darulkutubi,1414 AH,vol.8,P.99

[16] Ab bul Husain Mohammad bin Ali,Al-Mutazili,Al-Mutamad fi Usolil Fiqh,Beirut ,Darul Kutub Al-Ilmiyyah,1403 AD,vol.2,P.296

[17] Usolul Sarakhsi,vol.2,P.200

ھذا الاصطلاح[18]

"اورائے مخاطب! یہ بات ذہن نشین کرلے: کہ جب ہم قیاس کاذکر کرتے ہیں تواُس سے ہم مراد قیاسِ جلی لیتے ہیں اور جب ہم استحسان کا تذکرہ کررہے ہوتے ہیں تواُس وقت استحسان سے مراد قیاسِ خفی لیتے ہیں اِس اصطلاح کو کبھی بھی نہ بھلانا"

(4) أن الاستحسان هنا بمعنى استخراج المسائل الحسنة، أو وضع المسائل الحسنة بأدلة قوية [19]

"یہاں استحسان بمعنٰی خوبصورت مسائل کا استنباط کرنا، یا خوبصورت مسائل کو قوی دلائل کے ساتھ مزین کرنا ہے"

یہاں یہ امر قابلِ توجّہ طلب ہے گذشتہ صفحات پر احناف کی طرف سے استحسان کی جتنی بھی تعریفات ذکر کی گئی ہیں کہیں بھی کسی امام نے استحسان کی تعریف کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ استحسان وہ ہے جو ذاتی خواہش اور بغیر دلیل کے اچھا لگے، امام شافعی علیہ الرحمۃ نے احناف پر بہت بڑا اعتراض یہ کیا ہے کہ احناف استحسان سے مراد ذاتی خواہش اور بغیر دلیل کے جو حکم اچھا لگے وہ لیتے ہیں حالانکہ حقیقتِ حال میں ایسا نہیں ہے۔

مالکی فقہاء کا تصوّرِ استحسان

امام مالک(المتوفی: ۱۷۹ ھ) رضی اللہ عنہ استحسان کے زبردست قائل تھے اور انہوں نے استنباطِ احکام میں استحسان کو استعمال فرمایا ہے، امام مالک رضی اللہ عنہ سے منقول درج ذیل قول ان کے نزدیک استحسان کی اہمیت کو واضح کرتا ہے:

"قد جاء عن مالك أن الاستحسان تسعة أعشار العلم و رواه أصبغ عن ابن القاسم عن مالك." [20]

"امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ بے شک استحسان علم کا نوے فی

[18] Ibid,vol.2,P.162

[19] Mohammad bin Hassan,Al-Sheibani, Abu Abdullah,Al-Asl(Al-Mabsoot), Beirut,

Lebanon,Daro Ibn-e-Hazm,1433 AH,vol.1,P.215

[20] Al-Shaatbi,Ibraheem bin Musa, Al-Itisam,Al -Mamlikah tul Al-Arabiyyah Al- Ssaoodiyyah,Daro Ibn-e-Al-Jozi lil nashri wal Toudheeh,1429 AH,vol.3,P.48

صد ہے اِسے اصبغ نے ابن القاسم سے اور ابن القاسم نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔"
اِس قول کی تائید الموافقات کی درج ذیل عبارت کرتی ہے:

الاستحسان في العلم قد يكون أغلب من القياس، قال: وقد سمعت ابن القاسم يقول ويروى عن مالك أنه قال: تسعة أعشار العلم الاستحسان فهذا كله يوضح لك أن الاستحسان غير خارج عن مقتضى الأدلة [21]

"استحسان کا استعمال علم میں قیاس سے زیادہ ہے (اصبغ) کہتے ہیں کہ: میں نے ابن القاسم کو کہتے ہوئے سنا اور وہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا علم کا نوّے فی صد استحسان ہے، پس یہ سارا تیرے لئے واضح کیا گیا ہے (تاکہ پتہ چل جائے) کہ استحسان ادلّہ کے مقتضیٰ سے خارج نہیں"

مالکی فقہاء کی بیان کردہ استحسان کی تعریفات:

(١) الأخذ بمصلحة جزئية في مقابلة دليل كلي، ومقتضاه الرجوع إلى تقديم الاستدلال المرسل على القياس [22]

"استحسان دلیلِ کلی کے مقابلے میں جزئی مصلحت کو اختیار کرنا ہے،اور اِس کا تقاضا استدلالِ مرسل ([23]) کو قیاس پر مقدّم کرنے کی طرف رجوع کرنا ہے"

(٢) وقال ابن العربي في موضع آخر الاستحسان إيثار ترك مقتضى الدليل على طريق الاستثناء والترخص (لمعارضة) ما يعارض به في بعض مقتضياته و قسمه أقساما عد منها أربعة أقسام، وهي ترك الدليل للعرف، وتركه للمصلحة، وتركه للإجماع، وتركه في اليسير لرفع المشقة (وإيثار التوسعة)'' [24]

''ابن العربی نے ایک دوسرے مقام پر کہا: استحسان سے مراد استثناء اور رخصت کے طریقے پر دلیل کے مقتضیٰ کو

---

[21] Al-Shaatbi, Ibraheem bin Musa, Al-Mowafaqaat,Daro Ibn-e-Affan, 1417 AH,vol.5,P.198

[22] Ibid, vol.5,P.194

[23] Foot note: استدلالِ مرسل: ایسی مصلحت کو اختیار کرنا جس پر کوئی معاون دلیل نہ ہو، , Al- Zarkashi, Mohammad bin Abdullah, Abu Abdullah, Tashneef ul Masamie bijamil jwame,Touzeeul Maktabah tul Makkiyyah, 1418 AD,vol.3,P.20

[24] Al-Itisaam,vol.3,P.48

ترک کرنے کو پسند کرنا اُس معارضہ کے سبب جس کے بعض تقاضوں کا آپس میں اختلاف ہو اور استحسان کو اقسام میں تقسیم کیا تو اُن میں سے چار کو شمار کیا اور وہ یہ ہیں:

(1) دلیل کو عُرف کی وجہ سے چھوڑ دینا۔ (۲) دلیل کو مصلحت کی وجہ سے ترک کرنا۔ (۳) اجماع کے سبب دلیل کو اختیار نہ کرنا۔ (۴) آسانی کے حصول میں (یعنی) مشقت کو دور کرنے کے لئے دلیل کو ترک کر دینا، وسعت کو پسند کرنا"

(۳) وعرفه ابن رشد فقال: الاستحسان الذی یکثر استعماله حتی یکون أعم من القیاس هو: أن یکون (طرد القیاس) یؤدی إلی غلو فی الحکم ومبالغة فیه، فیعدل عنه فی بعض المواضع لمعنی یؤثر فی الحکم یختص به ذلك الموضع. [25]

"استحسان کی ابن رشد نے بھی تعریف کی ہے وہ کہتے ہیں: استحسان وہ ہے جس کا استعمال بکثرت ہو یہاں تک کہ استحسان قیاس سے زیادہ عام ہو جائے، اور وہ قیاس حکم میں غلو اور مبالغۃ کی طرف لے جائے، پس وہ استحسان بعض جگہوں میں اُس قیاس سے اعراض کرے گا ایسے معنٰی کے لئے جو حکم میں مؤثر ہو گا وہ جگہ اُس کے ساتھ خاص ہو گی"

(اِس کا مطلب یہ ہے کہ کئی مقامات پر ایسا ہوتا ہے اگر قیاس پر عمل کیا جائے تو حکم افراط او تفریط کا شکار ہو جاتا ہے جس سے بچنا ضروری ہو جاتا ہے تو ایسی صورتِ حال میں استحسان معتدل حیثیت میں رہتے ہوئے حکم کے عمل کو مستحسن حالت میں برقرار رکھتا ہے۔)

(۴) کون الحادثة مترددة بین أصلین أحدهما أقوی بها شبها أو أقرب إلیها والآخر أبعد فیعدل عن القیاس علی الأصل القریب إلی القیاس علی الأصل البعید لجریان عرفه أو ضرب من المصلحة أو خوف مفسدة أو ضرب من الضرر، [26]

"موجودہ مسئلہ دو اصولوں کے درمیان متشکّک ہو جاتا ہے، اُن دو اصولوں میں سے ایک واقعہ کے ساتھ زیادہ مشابہہ یا صورتِ مسئلہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا اصول دور ہوتا ہے، قریب کے اصول والے قیاس کو ترک کر کے

---

[25] Ibid,vol.3,P.49

[26] Al-Hajawi,Mohammad bin Hassan , Al-Saalabi,Al-Fikrul Samifi l Tareekhil Islami,Beirut, Lebanon,Dar ul kutubAl-Ilmiyyah,1416 AH,vol.1 ,P.149

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

دور کے اصول والے قیاس کو اختیار کیا جاتا ہے (کیونکہ دور کے اصول پر) یا تو عرف جاری ہوتا ہے، یا مصلحت درپیش ہوتی ہے، یا فساد پھیلانے والے خوف (کو دور کرنا ہوتا ہے) ، یا (ازالہِ) نقصان مقصود ہوتا ہے"

(۵)وهو معنى قول ابن العربي في الأحكام: اتفق المالكية والحنفية على أن الاستحسان الأخذ بأقوى الدليلين [27]

"اور الاحکام میں ابن العربی کا یہ قول منقول ہے: اصحابِ مالکیہ وحنفیہ اِس بات پر متفق ہیں کہ دو دلیلوں میں سے اقوی دلیل کو اختیار کرنے کا نام استحسان ہے"

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا استحسان کے بارے میں موقف:

امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ہجری) علیہ الرحمۃ نے لفظ (استحسان) کو استنباطِ مسائل کے لئے استعمال کیا ہے، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ استنباطِ احکام کے لئے استحسان کو امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی استعمال کرتے رہے ہیں۔ اختلاف لفظ پر نہیں ہے بلکہ لفظ کی اُس مراد پر ہے جو حُسنِ اتفاق سے احناف کے ہاں بھی مردود ہے درج ذیل احکام کے لئے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے استحسان کی اصطلاح استعمال کی ہے اور مراد بھی وہی لی ہے جو مراد استحسان سے احناف لیتے ہیں:

"قد وقع في كلام الشافعي رضي الله عنه استحسن في المتعة أن تكون ثلاثين درهما واستحسن أن تثبت الشفعة للشفيع إلى ثلاثة أيام واستحسن أن يترك شيء للمكاتب من نجوم الكتابةو استحسن أن يضع أصبعيه في صماخي أذنيه إذا أذن وقال الغزالي استحسن الشافعي رضي الله عنه التحليف على المصحف وقال في السارق إن أخرج يده اليسرى بدل اليمين القياس أن تقطع يمناه والاستحسان أن لا يقطع" [28]

"امام شافعی رضی اللہ عنہ کے کلام میں استحسان استعمال ہوا ہے، اُن کی امثلہ یہ ہیں:

(۱) "کہ آپ رضی اللہ عنہ نے (رخصتی سے قبل عورت کو طلاق دیئے جانے کی صورت میں) اُسے تیس درھم دینا مستحسن قرار دیا ہے۔ (۲) "آپ نے شفیع کو شفعہ کا حق تین دن تک استحساناً دیا ہے۔ (۳) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[27] Ibid

[28] Ab ul Mohasin,Ali bin Abdulkafi,Al-Ibhaaj fi Sharh ul Minhaj,Beirut, Dar ul kutub Al- Ilmiyyah,1416 AH,vol.3,P.191

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

فرماتے ہیں کہ میں مکاتب کو کتابت کے مقررہ قرض میں سے کچھ چھوڑ دینا مستحسن جانتا ہوں۔"

(۴)"میرے نزدیک مستحسن یہ ہے کہ جب مؤذن اذان دے تو اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈال لے" امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک پر حلف لینے کو بہتر خیال کرتے ہیں، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے چور کے بارے میں فرمایا اگر وہ (چوری کے گناہ میں ہاتھ کٹواتے ہوئے) اپنا بایاں ہاتھ دائیں کے بدلے آگے کر دے (اور پھر بایاں ہی کٹ جائے) قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اُس کا دوبارہ دایاں ہاتھ کاٹا جائے لیکن استحساناً نہیں کاٹا جائے گا۔"

اب اِس مثال میں امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ہجری) رضی اللہ عنہ نے تو بالکل واضح قیاس کو ترک کر کے استحسان کو اختیار کیا ہے، اور اس مسئلہ میں احناف کا موقف بھی یہی ہے کہ چور کا دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا،[29]

مذہبِ شافعی کے فقہی امام الرویانی (المتوفی: ۵۰۲ھ)) امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ھ) رضی اللہ عنہ کا استنباطِ مسائل میں استحسان کو مآخذ بنانے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

فإن قال قائل: قال الشافعي بالاستحسان في مسائل فإنه قال في المتعة: استحسن بقدر ثلاثين درهمًا وقال في الأذان: وحسن أن يضع إصبعه في أذنه وقال: وإرسال ابن المسيب عندنا حسن قلنا: هذا كله استحسان بدليلٍ وإنما أنكر الشافعي الاستحسان من غير دليلٍ۔ [30]

پس اگر قائل کہے: کہ امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ھ) رضی اللہ عنہ نے استدلالِ احکام میں استحسان کو مآخذ بناتے ہوئے فرمایا ہے: "(۱) رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں عورت کو تیس درہم دینا استحسان سے ہے۔(۲) کہ مؤذن اذان کے وقت اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال لے یہ خوبصورت عمل ہے۔(۳) ابن المسیّب (سابق خاوند کا بیٹا) کو ساتھ بھیجنا ہمارے نزدیک مستحسن ہے تو ہم کہیں گے کہ اِن تمام صورتوں میں استحسان کو دلیل کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے، امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ھ) رضی اللہ عنہ نے ایسے استحسان کا انکار کیا ہے جو بغیر دلیل کے ہو۔"

[29] Al-BahrulMoheet fi Usolilfiqh,vol.8,P.108

[30] Ab ul Mohasin,AbdulWahid bin Ismaeel,Al -Royaani,Bahr ul Mazhab,Dar ul kutub Al-Ilmiyyah, 2009,vol.11,P.162

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

تو اِس سلسلے میں احناف کا بھی یہی موقف ہے کہ استحسان کو بلا دلیل مصدر و ماخذ احکام بنانا درست نہیں ہے۔
ابوالحسن الماوردی (المتوفی : ۴۵۰ ھ) علیہ الرحمۃ نے بھی امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ھ) رضی اللہ عنہ کا یہی موقف نقل کیا ہے آپ بلا دلیل استحسان کو حجت تسلیم نہیں کرتے اور دلیل کے ساتھ اگر استحسان ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں تو چنانچہ الماوردی (المتوفی: ۴۵۰ ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: وهو يمنع من استحسان بغير دليل[31] "اور وہ (امام شافعی رضی اللہ عنہ) ایسے استحسان کو تسلیم نہیں کرتے جو بلا دلیل ہو"

شافعی ائمہِ فقہ کے استحسان کے متعلق نظریات:

استحسان کے بارے میں شافعی فقہاء کی آراء نہایت ہی اعتدال پر مبنی ہیں اور وہ اِسے استنباطِ احکام میں مؤثر اور مستند سمجھتے ہیں اِس بات کی تصدیق اور غمازی اُن کے یہ اقوال کرتے ہیں تو چنانچہ اِس سلسلے میں اَبو اسحاق اِبراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی (م : ۴۷۶ ھ) لکھتے ہیں:

فإن كان الاستحسان هو الحكم بما يهجس في نفسه ويستحسنه من غير دليل فهذا ظاهر الفساد لأن ذلك حكم بالهوى واتباع للشهوة والأحكام مأخوذة من أدلة الشرع لا مما يقع في النفس ـ ـ ـ وإن كان تخصيص بعض الجملة من الجملة بدليل يخصها أو الحكم بأقوى الدليلين فهذا مما لا ينكره أحد فيسقط الخلاف في المسألة[32]

"پس اگر استحسان وہ حکم ہے جو چپکے سے مجتہد کے دل میں آئے یا کسی چیز کے بارے میں دل میں وسوسہ یا خیال آئے اور وہ اُسے بغیر کسی دلیل کے اچھا خیال کرے پس یہ استحسان ایسا ہے جس کے فساد میں کوئی شک نہیں ہے، اِس لئے یہ ایسا حکم ہے جو دلی خواہش اور اتباعِ شہوت کے لئے ہے، اور وہ احکام جو شریعت کے ادلّہ سے مستنبط ہیں وہ اُن احکام میں سے نہیں ہیں جو محض دل میں واقع ہوتے ہیں اور اگر استحسان (کا مطلب) بعض جملہ کو دوسرے جملہ سے کسی دلیل کی بناء پر خاص کرنا ہے یا (استحسان سے مراد) ایسا حکم ہے جو دو دلیلوں میں سے سب سے مضبوط دلیل کے ساتھ لگا یا ہو

[31] Al-Maawardi, Ali bin Mohammad, Ab ul Hassan,Al-Hawi Al-kabeer,Beirut,Lebanon,Dar ul kutub Al-Ilmiyyah,1419 AH,vol.9,P.477
[32] Al-Sheerazi, Ibraheem bin Ali, Abu Ishaq, Al-Lamo fi Usolilfiqh,Beirut, Dar ul kutub Al-Ilmiyyah,2003,vol.1,P.121

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

پس یہ ایسا (استحسان) ہے جس کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کرتا تو اِس طریقے سے تمام اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔"

أن حاصله يرجع إلى تفسير الاستحسان بالرجوع عن حكم دليل خاص إلى مقابله بدليل طارئ عليه أقوى منه من نص أو إجماع أو غيره، ولا نزاع في صحة الاحتجاج به[33]

"یقیناً استحسان کی تفسیر کے بارے میں (ابو الحسین بصری کی بیان کردہ تعریف) کا لبِ لباب یہ ہے، کہ استحسان خاص دلیل کے حکم سے انحراف کرکے اُس کے مقابل نص، اجماع یا کوئی اور وہ دلیل جو سب سے زیادہ قوی ہو، کی طرف رجوع کرنا ہے، تو یہ ایسی دلیل ہے جس کے صحیح ہونے میں کسی قسم کا کوئی فقہی نزاع نہیں ہے"

"قال الماوردي: أما الاستحسان فيما أوجبته أدلة الأصول واقترن به استحسان العقول فهو حجة متفق عليها يلزم العمل بها." [34]

"ابو الحسن الماوردی (علیہ الرحمۃ) نے کہا: اگر استحسان کو ادلّہِ اصول ثابت کریں اور انسانی عقل کی پسندیدگی بھی ساتھ متصل ہو جائے تو وہ استحسان متفق علیہ حجت ہے، اُس پر عمل کرنا ضروری ہے۔"

شافعی فقہاء کرام کی استحسان کے متعلق گفتگو کا خلاصہ یہ ہے استنباطِ احکام میں استحسان مع دلیل تسلیم شدہ حقیقت ہے، بس وہ ذاتی خواہش پر نہیں ہونا چاہیے۔

فقہاءِ شافعیہ کا استدلالِ احکام میں استحسان کو بطورِ مآخذ بنانا: امام شافعی (المتوفی: ۲۰۴ ھ) رضی اللہ عنہ نے استنباطِ مسائل میں استحسان سے کام لیا ہے اِس دعویٰ پر بطورِ دلیل امثلہ ذکر دی گئی ہیں اب اُن کے پیروکار ائمہ فقہ کی وہ امثلہ ذکر کی جا رہی ہیں جن میں انہوں نے استحسان کو مآخذ احکام بنایا ہے:

وقال الرافعي في التغليظ على المعطل في اللعان استحسن أن يحلف ويقال قال بالله الذي خلقك ورزقك [35]

"امام رافعی علیہ الرحمۃ اُس شخص پر سختی کرتے ہوئے جو لعان کے معاملے میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو کہتے ہیں: میں مستحسن خیال کرتا ہوں کہ اُس سے قسم لی جائے اور اُس سے کہا جائے تجھے! اُس ذات کی قسم، جس نے تجھے

---

[33] Al-Ahkaam fi Uso lil Ahkaam, vol.4,P.158

[34] Al-Hawi Al-Kabeer, vol.16,P.163

[35] Al-Ibhaaj fi Sharh il Minhaj,vol.3,P.191

پیدا کیااور رزق دیا"

وقال القاضی الرویانی فیما إذا امتنع المدعی من الیمین المردودة وقال أمهلونی لأسأل الفقهاء استحسن قضاء بلدنا إمهاله یوما[36]

" مدعی، جب عائد ہونے والی قسم سے رک جائے اور کہے مجھے مہلت دو تا کہ میں فقہاء سے پوچھ لوں؟ تو اُس کے بارے میں الرویانی علیہ الرحمۃ نے کہا: کہ ہمارے شہر کے فقہاء اُسے ایک دن کی مہلت دینا مستحسن سمجھتے ہیں"

قاضی امام حجوی (المتوفی : ۱۳۷۶ھ) علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

"امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی استحسان (کو استعمال کرنے میں) پیچھے نہیں ہیں: اُن سے ثابت ہے: اُنہوں نے زیادہ سے زیادہ حمل کی مدت چار سال قرار دی ہے حالانکہ قیاس کے تقاضے کے مطابق نو ماہ ہے جیسا کہ غالب طور پر نو ماہ ہی ہوتی ہے"[37]

استحسان کے بارے میں احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کیوں ہوا اِس اختلاف کی بنیادی وجہ سے پردہ ہٹاتے ہوئے ابو اسحاق ابراھیم الشیرازی (المتوفی: ٤٧٦ ہجری) علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

وَحکی الشَّافِعِی رَضِی اللہ عَنہُ وَبشر المریسی القَوْل عَن أَبِی حنیفَة بالاستحسان وَهُوَ ترك الْقیَاس لما استحسنه الْإِنْسَان من غیر دَلِیل[38]

"امام شافعی رضی اللہ عنہ اور بشر المریسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا استحسان کے بارے میں یہ قول منقول ہے: استحسان سے مراد انسان کو بغیر دلیل کے جو اچھا لگے اُس کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دینا ہے"

گذشتہ صفحات پر احناف کی طرف سے جتنی بھی استحسان کی تعریفات ذکر کی گئیں ہیں اُن میں کہیں بھی اِس بات کا اظہار نہیں کیا گیا کہ احناف بغیر دلیل کے استحسان کو مانتے ہیں بلکہ ہر جگہ یہی کہا گیا ہے کہ دو دلیلوں میں سے اقوی دلیل کو استحسان کہتے ہیں، لگتا یوں ہے کہ جیسے استحسان کے متعلق احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف مذکورہ

---

[36] Ibid

[37] Al-Fikr-ul-Ssami fil Tareekhil Islami, vol.1,P.152

[38] Al-Tabsiratu fi Usulil Fiqh, P.495

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

بالا استحسان کی تعریف ہے،اور پھر اِسی غلط فہمی کی بنیاد پر تمام استحسانی اختلاف منظر عام پر رونماء ہوااور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے استحسان کے رد میں ابطال الاستحسان کتاب لکھی، لیکن حُسن اتفاق سے استحسان سے مراد جو احناف لیتے ہیں اُس پر شوافع میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، المختصر یوں کہا جاسکتا ہے کہ احناف استحسان سے جو مراد لیتے ہیں اُس پر شوافع کا کوئی اعتراض نہیں ہے اور جس استحسان پر شوافع اعتراض کرتے ہیں وہ احناف مراد ہی نہیں لیتے

خلاصۂ کلام:

امام شافعی(المتوفی: ۲۰۴ ھ)رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استنباطِ احکام میں استحسان کو بطورِ حجت تسلیم کیا ہے،اوراِسے مآخذ بھی مانتے ہیں لیکن وہ استحسان جو مع دلیل ہو، دلی خواہش اور اتباعِ شہوت پر مبنی نہ ہو،اوراِسی طرح شافعی فقہاء کا بھی یہی نظریہ ہے۔

قابل توجہ بات: لفظِ استحسان چاروں ائمہ فقہ نے استعمال فرمایا ہے بشمول امام شافعی علیہ الرحمۃ اوران تمام ائمہ کرام نے استنباطِ احکام میں استحسان کو مآخذ بھی بنایا ہے، امام شافعی علیہ الرحمۃ کو اعتراض اُس استحسان پر ہے جو ذاتی خواہش اور بغیر دلیل کے ہو اور باقی ائمہ نے بھی ذاتی خواہش اور بغیر دلیل کے استحسان کو حجت تسلیم نہیں کیا،اور مصدر و مآخذ بھی نہیں بنایا۔ اور یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ شریعت نے عام قواعد کے بر عکس بیع سلم، اجارہ، وصیہ، جہالہ، حوالہ، کفالہ، صلح، قرض اور مضاربہ جیسے عقود کی اجازت لوگوں کی حاجت وضرورت کی بناء پر دی ہے اور یہی استحسان ہے حالاں کہ قیاس کا تقاضا تو یہی ہے یہ عقود جائز نہ ہوں۔

فقہِ حنبلی میں استحسان کی تعریف:

شرعی احکام میں حُسن کے پہلو کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب ﷺ نے پسند فرمایااور اِسی سلسلے میں نبی ﷺ نے فرمایا: واللہ جمیل یحب الجمال [39] ”اور اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔"

ائمہِ فقہ نے بھی اِسی حُسن وجمال والے پہلو کو استنباطِ مسائل میں ملحوظِ خاطر رکھا ہے،اُن ائمہ کرام میں سے ایک عظیم

---

[39] Al-Hakim,Mohammad bin Abdullah,Al-Nishapuri, Abu Abdullah,Al-Mustadrak Aalal Sahihein, Bureit, Dar ul kutub Al-Ilmiyyah, KitabulIman, 1990,vol.1,P.78,Hadith No.69

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

نام امام احمد بن حنبل (المتوفی: ۲۴۱ ھ)علیہ الرحمۃ کا ہے جنہوں نے استحسان کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ فقہِ حنبلی کو مرتب کرنے میں استعمال بھی فرمایا،اب دیکھنا یہ ہے کہ فقہاءِ حنبلی کے نزدیک استحسان کیا ہے ؟اِس سوال کا جواب فقہاءِ حنبلی ان الفاظ میں دیتے ہیں :

(۱)حد الاستحسان: العدول عن موجب القياس إلى دليل هو أقوى منه[40]

"استحسان کی تعریف: قیاس کے تقاضے سے انحراف کرکے ایسی دلیل کی طرف جانا جو قیاس سے قوی تر ہو"

(۲)العدول بحكم المسألة عن نظائرها لدليل خاص من كتاب أو سنةقال القاضى يعقوب القول بالاستحسان مذهب أحمد رحمه الله وهو: أن تترك حكما إلى حكم هو أولى منه وهذا مما لا ينكر[41]

"مسئلہ کے حکم کو اُس کے نظائر سے موڑ کر کتاب اللہ یا سنت کی طرف پھیر دینا استحسان کہلاتا ہے، قاضی یعقوب فرماتے ہیں کہ : استحسان امام احمد بن حنبل (المتوفی: ۲۴۱ ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق یہ ہے: کسی ایک حکم کو اُس سے اولیٰ حکم کی وجہ سے ترک کر دینا استحسان ہے، یہ وہ تعریف ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا"

(۳)وفسره الحلوانى بأوجه ويحتمل عندى أن يكون الاستحسان ترك القياس الجلى وغيره لدليل نص من خبر واحد أو غيره أو ترك القياس لقول الصحابى فيما لا يجرى فيه القياس[42]

"امام حلوانی نے استحسان کی مختلف وجوہ کے ساتھ تعریف کی ہے وہ فرماتے ہیں میرے نزدیک استحسان قیاسِ جلی وغیرہ کو خبرِ واحد یا اُس کے علاوہ کسی اور دلیلِ نص کی وجہ سے ترک کر دینا، یا قیاسِ جلی کو کسی ایسے قولِ صحابی کے سبب چھوڑ دینا جس میں قیاس جاری نہ ہو"

جملہ تعریفات کا لُبِ لباب یا خلاصہ :

عمومی قواعد یا قیاس جلی کے حوالے سے انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں پر مبنی مسائل حل کرنے کی صورت میں جب

---

[40] Abulkhitab Al-Kalwazani,,Mahfooz bin Ahmad, Al-Tamheed fi Usolilfiqh,Jamia Um-ul-Qura,1406AH,vol.4,P.93

[41] Ibn-e-Qudamah, Abdullah bin Ahmad , Abu Mohammad, Rodhatul Nazir wa Jannatul Manazir,Moassasah Al-Rayyan,1423 AH,vol.1,P.473

[42] Aal-e-Teimiyah,Al-Mosawwadah fi Usolil Fiqh,Darul kitab Al-Ilmiyyah,vol.1,P.451

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

ایسے نتائج ظہور پذیر ہوں جو زبان ومکان کی تبدیلی، موقع محل کے تنوع اور نت نئی ضرورتوں کی وجہ سے شریعت کے مسلمہ مقاصد سے مطابقت نہ رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں ان مقاصد کو روبہ عمل لانے کے لئے شرعی دلائل کی روشنی میں عمومی قواعد سے ہٹ کر جو راستہ اختیار کیا جاتا ہے، وہ استحسان کہلاتا ہے کہ اِس طرح شریعت کے مقاصد کے تحت نئے حکم کو ''حسن یا مستحسن'' قرار دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے فلاح وبہبود میں اضافہ اور مضرت کا دفعیہ ہو سکے اور یوں وہ حکم، الٰہی حکمت کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔اِس طرح مصادرِ شرعیہ (قرآن، سنّت، اجماع اور قیاس) کے ظاہری الفاظ واشکال کی پیروی کی بجائے شرعی دلائل (قرآن، سنّت، اجماع، قیاس، ضرورۃ، مصلحہ اور عُرف وغیرہ) کی بنیاد پر مقاصدِ شریعت کی جستجو کرنا استحسان قرار پاتا ہے۔استحسان نئے حالات میں عدل کو منظّم کرنے کے لئے راہ تلاش کرتا ہے اور قانون اور عدالتی عمل میں انصاف اور لچک کی حوصلہ افزائی کرتا ہے یہ قانون اور سماجی حقائق کے درمیان خلیج کو ختم کرتا ہے۔اِس طرح قانون کی اصلاح وتجدید میں قابلِ ذکر صلاحیت کا حامل قرار پاتا ہے۔

نتائج:

1۔استحسان مضبوط دلائل کی بنیاد پر اُمتِ مسلمہ کو آسانی اور سہولت دینے اور تنگی، مشقت اور ضرر سے محفوظ رکھنے کا دوسرا نام ہے۔

2۔موجودہ دور جس میں بے بنیاد انتہاء پسندی، شدت پسندی اور بغیر کسی شرعی وجہ کے سچے پکے مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جاتا ہے ایسے میں استحسان صبر وتحمل، برداشت اور اعتدال پسندی کا ماحول فراہم کرتا ہے۔

3۔استحسان اسم بامسمیٰ ہے یعنی فی الحقیقت استحسان اپنے ظاہر وباطن میں حُسن وجمال رکھتا ہے۔

4۔موجودہ دور میں استحسان سے استفادہ کا باقاعدہ انتظام وانصرام نہ ہونے کے برابر ہے۔

5۔عصرِ حاضر کے کثیر مسائل، احکام اور مشکلات کا مستحسن حل استحسان ہے۔

6۔استحسان مفتی، عالم اور اہل علم میں رواداری، صبر وتحمل اور برداشت پیدا کرتا ہے اور حُسن وجمال سے لبریز حل پیش کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

7۔اُصولِ استحسان انسانی مزاج کو مقاصد الشریعہ کے قریب کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

8۔چاروں فقہ کے بانی اور دیگر ائمۂ کرام نے استحسان سے استفادہ کیا ہے۔

9۔چاروں ائمۂ فقہ میں سے کسی کو بھی استحسان مع دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

10۔موجودہ دور میں استحسان سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جارہا ہے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 50-68
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar4

11۔استحسان تحفظِ مقاصدالشریعہ اور دفعِ مفاسدالمعاشرہ کی پاسداری کا دوسرا نام ہے۔

12۔استحسان اپنے اصول وضوابط کا پابند ہے۔

13۔ عموماً آخذ شریعت قرآن مجید، حدیثِ مبارک ،اجماع اور قیاس کو کہا جاتا ہے جب کہ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ فی الحقیقت مصادرِ شریعہ قرآن عزیز، حدیثِ رسول ﷺ،اجماع اور استحسان پھر قیاس ہے کیوں کہ استحسان قیاس سے بھی اقویٰ دلیل ہے قیاس کی دو انواع ہیں 1۔ قیاس جلی (جسے قیاس کہا جاتا ہے)2۔ قیاس خفی (جسے استحسان کہا جاتا ہے)

سفارشات:

1۔اہل علم و فضل، علماء کرام، دینی سکالرز اور بالخصوص مفتیانِ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ استحسان کی تعلیم و تعلم کی طرف بھرپور توجہ دیتے ہوئے اِس سے کماحقہ استفادہ کی کوشش فرمائیں۔

2۔ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) میں استحسان کا باقاعدہ نصاب مرتب کر کے پڑھایا جائے خصوصاً استحسانی اصول وضوابط کے انطباق کی عصری احکام پر بار بار مشق کروائی جائے جس کے اثرات معاشرے پر بہت ہی مثبت مرتب ہوں گے۔

3۔دینی مدارس اور یونیورسٹیز کی سطح پر استحسان پر کانفرنسز منعقد کی جائیں اور زیادہ سے زیادہ استحسان پر آرٹیکل لکھے جائیں تاکہ عصری مسائل کو مستحسن انداز میں حل کرنے کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

4۔بطورِ دلیل استحسان کو زیادہ سے زیادہ رائج کیا جائے۔

5۔بتایا جائے کہ استحسان قیاس ہی کی ایک قسم ہے جسے قیاسِ خفی کہا جاتا ہے۔

6۔پیش آمدہ نئے مسئلہ کو اجتہاد کے ذریعے حل کرنے سے قبل استحسان کے تحت ضرور دیکھا جائے۔

7۔مقاصدالشریعہ کے حصول کے لئے استحسان کو بکثرت پڑھایا جائے۔

8۔معاشرے میں مثبت تبدیلی کے حصول کے لئے یونیورسٹی سطح پر فقہ کے نصاب میں استحسان کو باقاعدہ شامل کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)